

# سلام و قیام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

WWW.NAPSEISLAM.COM

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۸

ادارہ مسعودیہ ۵۶/۲۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۵

○

وہ کیسی مبارک ساعت ہوگی جب اللہ نے اپنے نور سے نور محمدی (ﷺ) کو پیدا فرمایا، آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔  
\_\_\_\_\_ پھر یہ خوشخبری سنائی، بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں۔ \_\_\_\_\_ کائنات میں کوئی جگہ نہیں  
جہاں اللہ نہ ہو، وہ تو لامکان و لازماں ہے، کوئی جگہ نہیں جو درود سے نہ گونج رہی ہو، لامکان و لازماں میں بہار آ رہی  
ہے۔ \_\_\_\_\_ ہمارے کان نہیں سن سکتے، ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ \_\_\_\_\_ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا؟ \_\_\_\_\_ رفع ذکر  
مطلوب ربّ کائنات ہے، جس عمل سے رفع ذکر ہو بلاشبہ وہ بھی مطلوب ربّ جلیل ہے۔ \_\_\_\_\_ جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا  
کوئی مخلوق نہ تھی تو درود بھیجنے والا اللہ ہی اللہ تھا، پھر جب فرشتے پیدا کیے گئے تو وہ بھی درود بھیجنے لگے۔ \_\_\_\_\_ ساری مخلوق کو اگر دس  
حصوں پر تقسیم کیا جائے تو ۹ حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق ۱۰۔ \_\_\_\_\_ پھر اس مخلوق میں انسان کتنے ہیں؟ \_\_\_\_\_ ان انسانو  
ں میں مسلمان کتنے ہیں؟ \_\_\_\_\_ ان مسلمانوں میں درود پڑھنے والے کتنے ہیں؟ \_\_\_\_\_ ہم گنتیاں گنتے رہیں، حساب کتاب  
لگاتے رہیں مگر اللہ کے فرشتے تو اُن گنت ہیں، ہر لمحہ ہر آن درود بھیج رہے ہیں، سبحان اللہ! \_\_\_\_\_ جب یہ نوید سنائی گئی اور آیت نازل  
ہوئی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاٰیہ ۶۔

تو محبوب ربّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، صحابہ سے فرمایا، مجھے مبارک باد دو، آج مجھ پر یہ آیت  
نازل ہوئی ہے۔ \_\_\_\_\_ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے مبارک بادیں پیش کیں۔ \_\_\_\_\_ آیتیں تو سب ہی قرآن کی ہیں مگر یہ  
آیت محبوب کی محبوب ہے۔ \_\_\_\_\_ مبارک ہے وہ جس نے اس آیت شریفہ کو اپنی پہچان بنالیا!

○

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک بلند کرنا اللہ تعالیٰ کا مطلوب و مقصود ہے ۷۔ اسی لیے ولادت و بعثت سے لاکھوں سال  
پہلے اللہ نے ذکر پاک کی پہلی محفل سجائی جس میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام شریک تھے۔ \_\_\_\_\_ پھر ہر نبی نے  
اپنی اپنی امتوں میں محفلیں سجائیں اور آپ کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں یہاں تک کہ آپ کا نام نامی سارے عالم میں جانا پہچانا ہو گیا  
۱۰۔ \_\_\_\_\_ پھر آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر پاک کی محفل سجائی جس میں ہزاروں امتی شریک ہوئے، اس محفل میں آپ  
نے اعلان فرمایا۔ \_\_\_\_\_ ”میں ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام ”احمد“ ہوگا۔ \_\_\_\_\_ ان تمام  
محافل کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، قرآن حکیم ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنت الہی بھی ہے، سنت ملائکہ  
بھی ہے اور سنت انبیاء بھی ہے۔ \_\_\_\_\_ کوئی نبی نہیں جس نے آپ کا ذکر نہ کیا ہو اور کوئی امت نہیں جس نے ذکر پاک کی محفل نہ  
سجائی ہو۔ \_\_\_\_\_ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگی جو قبول ہوئی ۱۲، جب آدم علیہ السلام کی زبان پر نام نامی  
آیا تو اولاد آدم اس ذکر پاک سے کیسے محروم رہ سکتی تھی؟ اسی لیے فرمایا اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔ ۱۳



اللہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے ۱۷۔ کس حالت میں بھیج رہا ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیا کھڑے ہو کر؟ نہیں نہیں، کھڑا ہونا تو بندوں کی صفت ہے، رب ذوالجلال کو اس سے کیا علاقہ؟ ہاں وہ اس حالت میں درود بھیج رہا ہے جس کو نہ دماغ سوچ سکتا ہے، نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم لکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہی کمال عظمت کی دلیل ہے، اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کی اور کیا نشانی ہوگی؟ ہاں رب جلیل اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہا ہے اور اس کے فرشتے ۱۸۔ اُن گنت فرشتے، پر اباندھے، صف بہ صف کھڑے، درود بھیج رہے ہیں ۱۹۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑا ہونا تو ان فرشتوں کی سنت ہے۔ آیت کریمہ میں پہلے ہی اشارہ فرمادیا اور نہ فرشتوں کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ اللہ، فرشتے ہمارے دائیں بائیں ۲۰۔ فرشتے ہمارے آگے پیچھے کھڑے ۲۱۔ درود بھیج رہے ہیں۔ ہم بھیجیں نہ بھیجیں، ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں، وہ تو کھڑے ہوئے درود بھیج رہے ہیں۔ ہم کو خبر تک نہیں، قرآن حکیم ہم کو بتا رہا ہے، ”ہاں قسم ہے ان پر اباندھے صف بہ صف کھڑے فرشتوں کی“ ۱۹۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جنازہ میں کھڑے ہو کر درود پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب جسد اطہر تخت پر کفنا کر لٹا دیا گیا تو حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام نے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ فوج در فوج صلوٰۃ سلام پیش کیا۔ ۲۰۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پہلے مدینہ منورہ کے مردوں نے، پھر عورتوں نے، اس کے بعد بچوں نے باری باری، فوج در فوج آپ کے جسد اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کیا، ۲۱۔ یہ سلسلہ بارہ گھنٹے سے زیادہ عرصے تک جاری رہا۔ تو کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا سنت صحابہ بھی ہے، آج روضہ انور کے سامنے کھڑے ہو کر ہی درود وسلام پیش کرتے ہیں۔

قیام کا حکم تو قرآن کریم میں بھی ہے اور قرینہ بتاتا ہے کہ یہ حکم سلام و قیام کو بھی شامل ہے۔ سلام و قیام، علم الہی میں تھا مستقبل میں ہونے والے کاموں کے اشارے قرآن حکیم میں کر دیئے گئے مثلاً سواری کے جانوروں کا ذکر کر کے فرمایا کہ ”ہم وہ سواریاں پیدا کریں گے جس کی تمہیں خبر نہیں ۲۲۔“ آج وہ سواریاں ہم نے دیکھ لیں اور دیکھ لیں گے۔ ایک جگہ فرمایا ”ہم انہیں دنیا بھر میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور خود اُن کے وجود کے اندر“ ۲۳۔ آج ہزاروں نشانیاں ہم نے دیکھ لیں اور وجود کے اندر کا یہ راز معلوم ہو گیا کہ سانس کی نالی میں کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ اور اپنے پیچھے پڑے پر ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا ہے ۲۴۔ تو عرض یہ کرنا ہے کہ علم الہی میں تھا کہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوا کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ”اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۲۵۔ یعنی میرے مجلس یا بانی محفل کھڑے ہونے کے لیے کہے تو تو حاضرین محفل بلا حیل و حجت کھڑے ہو جایا کریں، اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں اور علماء کے درجے بلند فرمائے گا۔ بے شک اللہ ہمارے کھڑے ہونے کو دیکھ رہا ہے ۲۶۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے سلام و قیام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں ۲۷۔ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دیکھ رہے ہیں تو کون ہے جو صلوٰۃ وسلام کے وقت کھڑا ہونا نہ چاہے گا؟ مگر پھر بھی بعض حضرات سلام و قیام کے وقت نفرت و حقارت سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ کل قیامت کے دن جب منہ پر مہر لگادی جائے گی اور ہمارے پاؤں ہمارے خلاف گواہی دیں گے اور کہیں گے، ”خدا یا! جب حاضرین محفل تیرے حبیب کریم صلی وسلم پر درود وسلام پڑھ رہے تھے تو یہ نفرت و حقارت سے اٹھ کر اُن کے پاؤں واپس جا رہا تھا“ کیا رب جلیل کے سامنے اس بیان سے ہمارا سراونچا ہوگا یا نیچا؟ یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں۔ ہم فائو اشار ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں اور وہاں دینی محفلوں میں شریک بھی ہوتے ہیں جب کہ سب کو معلوم ہے کہ فائو اشار ہوٹل منکرات اور محرمات کے مراکز ہیں اور ایسے مراکز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن بچانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کوئی دامن نہیں بچاتا، سب جوق در جوق جاتے ہیں۔



بے شک اجتماعی طور پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا سنت ملائکہ بھی ہے اور سنت صحابہ بھی ہے اور سنت علماء صلحاء بھی \_\_\_\_\_ آج سے کچھ کم سات سو برس پہلے جلیل القدر عالم و عارف امام تقی الدین سبکی (م۔ ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء) کی محفل میں علماء کرام کا عظیم اجتماع تھا، اس محفل میں ایک عاشق رسول نے امام صرصریؒ کا ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ ”عزّت اور شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں“ \_\_\_\_\_ یہ شعر سُنا تھا کہ میرا مجلس امام تقی الدین سبکی کھڑے ہو گئے، وہ کیا کھڑے ہو گئے تمام علماء کھڑے ہو گئے \_\_\_\_\_ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ فرشتے بھی تو کھڑے ہیں! \_\_\_\_\_ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ صحابہ بھی تو کھڑے ہوئے تھے! \_\_\_\_\_ کھڑے ہونے کا یہ سلسلہ چل نکلا \_\_\_\_\_ کچھ کم چار سو برس پہلے محدث وقت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) بھی صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس کو عظیم سعادت سمجھتے ہوئے وسیلہ نجات اخروی تصور فرماتے تھے \_\_\_\_\_ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرشد کریم حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجرکی (م۔ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء) کوئی سو برس پہلے صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس میں بے حد سرور و کیف پاتے \_\_\_\_\_ یہ محدثین و علماء ملت اسلامیہ کے پاس بان تھے \_\_\_\_\_ افسوس ایسے عرفا و علماء پر تنقید ہماری عادت بن گئی \_\_\_\_\_ قرآن کریم میں تو لکھا ہے کہ جب سرکشوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُٹنی (ناقۃ اللہؑ) کی شان میں دست درازیاں کیں تو آن کی آن میں وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے \_\_\_\_\_ ہم اللہ کے دوستوں (اولیاء اللہؑ) کی شان میں مسلسل زبان درازیاں کر رہے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیک اعمال کفر و شرک سے تعبیر کر رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ \_\_\_\_\_ ہم خود عذاب الہی کو دعوت دے رہے ہیں \_\_\_\_\_ دین کیلئے ہزاروں کاوشوں کے باوجود عالم اسلام پر ظلمت کے بادل چھا رہے ہیں \_\_\_\_\_ یہ کیا ہو رہا ہے؟ \_\_\_\_\_ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ \_\_\_\_\_ اندھیرا بڑھ رہا ہے، ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا \_\_\_\_\_ اپنے دل سے پوچھیں، وہی ٹھیک بات بتاتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دل سے پوچھو، اپنے دل سے فیصلہ طلب کرو \_\_\_\_\_ الحمد للہ صلوٰۃ و سلام کے لیے ہمارے وہ تمام اسلاف کھڑے ہوتے تھے جن کی تقویٰ و پرہیزگاری، طہارت و صداقت، پاکیزگی و پارسائی کی ہم قسم کھا سکتے ہیں \_\_\_\_\_ عالمی سطح پر ہر بڑے عظیم میں ذکرِ پاک کی محفلیں ہوتی ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے \_\_\_\_\_ حتیٰ کہ سعودی عرب میں جہاں مواجہہ شریف کے علاوہ کسی محفلِ پاک میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا ممنوع ہے (مگر جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم ہے) وہاں پر پابندی کے باوجود دیہاتی لوگ ۱۲ ربیع الاول کو مذہبی عیدوں میں ایک عید تہوار کرتے ہیں، ولادت کی رات ذکر و ولادت کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں \_\_\_\_\_ یہ دیہاتی مسلمان عربوں کا معمول ہے \_\_\_\_\_ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے پیاروں کے راستے پر چلتے رہو، دانائی یہی ہے کہ ہم عشق کو عقلِ نارسا کے بھیٹ نہ چڑھائیں اور اپنی محبت کو رسوا نہ کریں \_\_\_\_\_



حقیقت یہ ہے کہ سلام کے مزاج میں کھڑے ہونا ہے چنانچہ روضہ انور کے سامنے آج بھی کھڑے ہو کر ہی صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حضور بھی کھڑے ہو کر ہی سلام پیش کرتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سوار، پیادہ کو۔ راگیر، بیٹھے ہوئے کو۔ آنے والا، اہل مجلس کو سلام کرے“۔ یعنی کھڑا ہوا، بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ آج بھی محفل میں جو بزرگ یا محترم آتا ہے اُس کو کھڑے ہو کر ہی سلام پیش کیا جاتا ہے۔ ہم قبرستان میں بھی کھڑے ہو کر ہی اہل قبور کو سلام کرتے ہیں۔ اس دور میں تو کھڑے ہونے کا عام رواج ہو گیا ہے۔ ہم قومی ترانہ کھڑے ہو کر سنتے ہیں، ہم کھڑے ہو کر قومی جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ غیر مسلم حکومتوں کے جھنڈوں کو کھڑے ہو کر سلامی دیتے ہیں اور قومی ترانوں کو کھڑے ہو کر سنتے ہیں، اور تو اور ہم اسمبلیوں میں خاموش کھڑے ہو کر مومن و مشرک مرنے والوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں طلبہ صف بہ صف کھڑے ہو کر ترانہ گاتے ہیں، مہمانوں کے استقبال کے لیے چھوٹے بڑے سب صف بندی کر لیتے ہیں۔ میں نے دہلی میں ہندوستانی ترانے کے لیے علماء کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے، وہ ترانہ جس کے بول بھی شرکیہ ہیں۔ ”وَہْدے مآخِرم (اے زمین میں تجھے سجدہ کرتا ہوں)“۔ جب ان علماء سے عرض کیا گیا کہ آپ کیا کہتے تھے اور آپ نے کیا کیا؟ تو وہ بہت ہی شرمسار ہوئے۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بعض رسم و رواج وہ ہیں جن کے بانی صحابی اور صلحاء و علماء ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے بانی یہود و نصاریٰ ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے بانی کفار و مشرکین ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے بانی مرتدین و ملحدین ہیں۔ آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایمان کا تقاضا کیا ہے؟ ہم کو کون سے رسم و رواج اپنانے چاہئیں؟ صلحاء و علماء اُمت کے یا غیر مسلموں اور ملحدوں کے؟ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ جس ایوان میں ہم کھڑے ہو کر خوشی خوشی قومی ترانہ سنتے ہیں اُسی ایوان میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام پیش کرنے کے لیے کھڑا ہونا ڈوب کر معلوم ہوتا ہے۔ حیف! ہم کو کیا ہو گیا!

بعض حضرات صلوٰۃ و سلام کے لیے اس لیے اٹھنا پسند نہیں فرماتے کہ بقول اُنکے قیام نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، نیز یہ کہ حاضرینِ مجلس نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس تشریف لائے ہیں۔



(۱) جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قیام کا تعلق ہے بہت سی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سکھایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ادب سکھایا۔ خود فرمایا: ”میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو کیسا اچھا ادب سکھایا!“۔ انہیں آداب میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے پیاروں کے لیے خود قیام فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرداروں اور دوستوں کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرماتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے قیام فرمایا۔ حضرت عمرؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہمؓ کے لیے قیام فرمایا۔ صفوان بن امیہؓ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما، اور تو اور شادی سے واپس آنے والی عورتوں اور بچوں کے لیے قیام فرمایا۔ کہ مسرت و خوشی کا اظہار کھڑے ہو کر ہی کیا جاتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیام فرمایا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے، مصافحہ کیا اور توبہ قبول ہونے پر مبارک باد دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے، ۵۰ آپ نے جنازے کے لیے خود بھی قیام فرمایا۔ آپ نے ان فرشتوں کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا جو جنازے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت شریفہ تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب حرم شریف میں جانے کے لیے مسجد نبوی شریف سے اٹھتے تو سب کھڑے ہو جاتے، جب تک آپ حرم شریف میں داخل نہ ہو جاتے تعظیم و تکریم کے لیے سب کے سب کھڑے رہتے۔ ہم تعظیم کے لیے کھڑے ہونے ہی میں کلام کر رہے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سب سے معظم ادائے نیاز مندی کی اجازت کے آرزو مند تھے۔۔۔۔۔ سُنئے سُنئے :-

(۱) انصار کے باغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، بکریاں سجدہ کر رہی ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں، ”یا رسول اللہ! ان بکریوں سے زیادہ حقدار تو ہم ہیں“ (کہ آپ کو سجدہ کریں)۔ آپ نے فرمایا، ”میری امت میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے“۔ ۵۳۔

(۲) ایک باغ میں دوسرکش اونٹ آپ کے حضور سجدے میں گرے ہوئے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کر رہے ہیں۔ حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے؟“ فرمایا۔ ”سجدہ میرے لیے نہیں۔ ۵۴۔

(۳) ایک فرہہ اونٹ سامنے آیا، سجدہ میں گر پڑا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ”چوپاؤں سے زیادہ تو ہم کو چاہیے کہ حضور کو سجدہ کریں“۔ فرمایا۔ ”کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں۔ ۵۵۔ چوپائے کیوں نہ سجدہ

کریں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں۔ ”میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ۵۶۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی کیسی تڑپ تھی؟ یہ ان کا ادب تھا۔ وہ آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرتے تھے۔ ایسا ادب جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، اس ادب سے انہوں نے بلند رتبے پائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ادب و احترام اور تعظیم اور

تکریم کا سلیقہ تعلیم فرمایا، اور انہوں نے ہم کو سکھایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے انسانوں، سارے فرشتوں، سارے نبیوں سے افضل ہیں جب آپ نے اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے قیام فرمایا تو پھر آپ کے لیے قیام کیوں نہ کیا جائے؟ یہ سوال عہد جدید کے بچے کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ مگر اس کا کوئی جواب نہیں۔

! اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے تو سراپا ادب تھے۔ ان کے سامنے یہ سوال تھا ہی نہیں، وہ تو جان و دل سے فدا تھے۔



ہاں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اٹھنے کو ناپسند فرماتے تھے جس کا رواج عجمیوں میں تھا ۵۸۔ جس کا رواج ہمارے ہاں بھی تھا اور اب بھی ہے۔ اس رواج سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے اور جس کے لیے کھڑا ہوا جائے اس کی فرعونیت بڑھتی جاتی ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جہاں گیر بادشاہ کے دربار میں ایک وزیر کھڑا تھا، ایک لمحہ کے لیے اُس کی نظر بادشاہ سے ہٹ کر اپنے کپڑوں پر چلی گئی، بادشاہ نے دیکھ لیا اور غضبناک ہو کر فرمایا۔

”میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا، میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے“ ۵۹۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کھڑا ہونا پسند نہ تھا جو خادم کو ذلیل اور مخدوم کو مغرور بنادے۔ جیسے بادشاہ کے سامنے درباریوں کا کھڑا ہونا۔ جیسے حاکم اعلیٰ کے سامنے محکموں کا کھڑا ہونا۔ جیسے زمیندار کے سامنے کسانوں کا کھڑا ہونا۔ جیسے جاگیردار کے سامنے ملازموں کا کھڑا ہونا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانہ شان و شوکت اور امیرانہ ٹھاٹھاٹ کو کبھی پسند نہ فرمایا۔ ایسی سادہ زندگی اختیار فرمائی کہ شاہان عالم کے سارے پروٹوکول آپ کی سادگی پر قربان! آپ نے مسکینوں کے طرز زندگی کو اپنایا اور ان کو وہ حوصلہ دیا کہ وہ دُنیا کے قائد و رہبر بن کر ابھرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو انسانوں کو عزت دینے آئے تھے، یہ کیسے گوارا فرماتے کہ انسان، انسان کی تذلیل کرے؟ آپ نے اعلان فرمادیا۔

”جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو اُسے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے“ ۶۰۔

کھڑے ہونے والوں کے لیے کچھ نہ فرمایا، دل کے روگی کو وعید سنائی۔ بے شک کسی کے خوف یا خوشامد کی وجہ سے کھڑے ہونے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ ہاں، کسی کے لیے خلوص و محبت و عزت و احترام کا جذبہ ہو تو پھر ایسے کھڑے ہونے کو نہ صرف یہ کہ پسند فرمایا بلکہ آپ نے خود قیام فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ ہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کمال محبت اور ان پر کمال شفقت کی وجہ سے اپنے لیے اُن کا اٹھنا پسند نہ فرماتے تھے ۶۱۔ اللہ اکبر! آپ کی مہربانی و شفقت کا یہ عالم تھا کہ اپنے لیے اٹھنے کی ادنیٰ تکلیف بھی گوارا نہ فرمائی جب وہ تکلیف، تکلیف تھی ہی نہیں، عین راحت تھی۔ قرآن حکیم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کی کمال شفقت و مہربانی کا اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے۔

”وہ رسول جن کو تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر مہربان، مہربان“ ۶۲۔

اللہ اکبر! اتنے شفیق و کریم کہ مسلمانوں کو ذرا سی تکلیف بھی نہ ہونے دیں، ہم سے زیادہ ہماری بھلائی کے چاہنے والے، ہاں اس عادت شریفہ پر ہی یہ انعام خاص عطا فرمایا گیا کہ رب ذوالجلال نے اپنے دونوں سے آپ کو مشرف فرمایا۔ اللہ بھی رؤف و رحیم ۶۳ اور آپ بھی رؤف و رحیم ۶۴۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال شفقت و مہربانی کو جب ہم آپ کی تعظیم کے لیے نہ کھڑے ہونے کا بہانہ اور دلیل بناتے ہیں تو عقل حیرت سے ہمارا منہ ٹکتی ہے۔ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتا ہے اور عشق اشکبار ہے۔ کیا اُن کا چاہنے والا اس طرح بھی سوچ سکتا ہے؟ کیا قیامت ہے کہ بندگی اور نیاز مندی کے سارے آداب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں اور تعظیم و تکریم کی ساری ادائیں اپنے لیے مخصوص کر لی جائیں! یہ کیسا انصاف ہے، یہ کیسی محبت ہے؟ عقل حیران ہے۔



سوال کرنے والا سوال کر سکتا ہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً تعظیم کے لیے کھڑا ہونا پسند نہ تھا تو پھر اپنے پیاروں کے لیے آپ کیوں کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہوئے کا حکم کیوں دیا؟ \_\_\_\_\_ اس کا کوئی جواب نہیں \_\_\_\_\_ آپ نے ناپسندیدہ بات کا کبھی حکم نہیں دیا، جو خود پسند فرمایا، اُسی کا حکم دیا۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ہی آپ کو ناپسند تھا تو کیا آپ نے ناپسندیدہ بات کا حکم دیا؟ \_\_\_\_\_ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! \_\_\_\_\_ اس کا تو کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا \_\_\_\_\_ کسی کے لیے دل میں پیار و محبت ہو تو خود بخود کھڑے ہونے کو جی چاہتا ہے، نفرت و عداوت ہو تو کھڑا ہونا تو درکنار سلام کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا \_\_\_\_\_ یہ انسان کی فطرت ہے \_\_\_\_\_ کسی کے لیے ذوق و شوق سے کھڑا ہونا، خلوص و محبت کی علامت ہے اور نہ کھڑے ہونا نفرت و عداوت کی \_\_\_\_\_ کسی کی دل سے تعظیم و تکریم کرنی ہوتی ہے تو ہم کھڑے ہوتے ہیں، تذلیل و تحقیر کرنی ہوتی ہے تو ہم بیٹھے رہتے ہیں \_\_\_\_\_ یہ ہماری عادت ہے \_\_\_\_\_ ہم اپنی اداؤں سے محبت و اُلفت اور نفرت و عداوت کا اظہار کرتے ہیں \_\_\_\_\_ اللہ تعالیٰ نے بار بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے۔ ۶۵ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تعظیم و تکریم کے لیے کھڑا ہونا تاریخ کے ہر دور میں عزت و احترام کی علامت رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خلوص دل کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب ہی کی سنت ہے \_\_\_\_\_ اللہ اکبر! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ کھڑے ہوں گے تو کس کیلئے کھڑے ہوں گے؟ \_\_\_\_\_ ذرا اپنے دل سے پوچھیں، دل ہی سچی بات بتاتا ہے \_\_\_\_\_ بلاشبہ آپ ساری مخلوق سے افضل ہیں، کائنات کے مطلوب اور اللہ کے محبوب ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(۲) جہاں تک ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تعلق ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حاضری کا ادب یہی سکھایا ہے کہ حاضر ہونے والا ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس طرح کھڑے ہوتے تھے، جیسی تو شیخ محدث دہلوی یہ فرما رہے ہیں \_\_\_\_\_ ”و در آں جناب عظمت دست راست را بر دست چپ بنہد چناں چہ در حالت نماز کنند“ ۶۶ \_\_\_\_\_ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ اگر نماز کی حالت میں یاد فرمائیں تو حاضر ہونا ہی ہونا ہے ۶۷ تو پھر نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کی بات کیا کی جائے؟ \_\_\_\_\_

(۳) اصل میں اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ۶۸ اور نیتوں کا حال اللہ کو معلوم ہے، ہم اپنے بھائیوں سے اچھا ہی گمان رکھیں \_\_\_\_\_ دوسروں سے بدگمانی نہ کریں کہ بعض بدگمانیاں گناہ کبیرہ ہیں ۶۹ \_\_\_\_\_ اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف لاتے ہیں، آپ کی شان تو یہ ہے کہ اپنی حریم ناز سے سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں ۷۰ \_\_\_\_\_ وہ دور ہوتے ہوئے بھی ہمارے قریب ہیں اور بہت قریب ۷۱ \_\_\_\_\_ آپ کو اللہ نے شاہد بنا کر بھیجا ۷۲ اور شاہد وہ ہے جو ہمارے قریب ہو اور ہمیں دیکھ بھی رہا ہو \_\_\_\_\_ بلاشبہ وہ ہمارے قریب ہیں ۷۳ \_\_\_\_\_ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت عالی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں جس کو چاہتا ہے یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ جہاں چاہیں چلے جائیں ۷۴ یہ باتیں ہماری عقل میں نہیں آتیں \_\_\_\_\_ ہماری عقل میں کیا آتا تھا؟ \_\_\_\_\_ اب سب کچھ آنے لگا جو نہیں آتا وہ بھی آنے لگے گا \_\_\_\_\_ ہم اس حد تک



آگے چلے گئے کہ صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہونے والوں کو کافر و مشرک کہنے لگے اور یہ خیال تک نہ کیا کہ ہم نے یہ حکم لگا کر ماضی و حال کے کروڑوں مسلمانوں اور مشائخ کو بیک جنبش قلم کافر و مشرک بنا دیا۔ افسوس ہم نے یہ کیا کیا؟ کیا کسی عاشق نے اپنے محبوب کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے والوں کے خلاف کبھی ایسی مہم چلائی؟ اور ایسا حکم لگایا ہے۔ محبت کی پوری تاریخ خاموش ہے۔ کوئی ایک مثال بھی نظر نہیں آتی۔ ہم قومی جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنے دل سے پوچھئے کیا دو عالم کے تاجدار، آقائے نامدار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وَاَزْوَاجِہٖ وَسَلَّم قومی جھنڈے اور قومی ترانے سے بھی کم ہیں؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) نہیں نہیں وہ تو اس قوم کی آبرو ہیں جس کی نسبت سے اس جھنڈے اور اس ترانے کو یہ عزت ملی کہ اس کے لیے ہم سب کھڑے ہوتے ہیں۔ جب یہ جھنڈا اور ترانہ قابلِ تعظیم ہے تو جس کے صدقے میں ہمیں یہ دونوں ملے وہ کیوں قابلِ تعظیم نہ ہوگا۔ ہماری عقل یہی کہتی ہے، ہمارا ضمیر یہی کہتا ہے، ہاں ع آبروئے مازنام مصطفیٰ ست!۔

بے شک صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہونا سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ و صلحاء بھی ہے۔ جھنڈے کی سلامی، قومی ترانے کے لیے قیام نہ سنت ملائکہ ہے، نہ سنت صحابہ، سنت صلحاء و علماء۔ جس عمل میں نہ ثواب ہو اور نہ عذاب اس سے بدرجہا بہتر وہ عمل ہے جس میں ثواب ہی ثواب ہو۔ صلوٰۃ وسلام کی شان قرآن حکیم نے یہ بتائی کہ جو درود پڑھتا ہے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں ۵۷۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! اور درود پڑھنے والے کی حدیث پاک میں یہ شان بتائی کہ اللہ اور اس کے فرشتے ایک بار درود پڑھنے والے پر دس بار درود بھیجتے ہیں ۶۷۔ اللہ اکبر! یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جو کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھے گا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر درود وسلام نہیں بھیجیں گے۔ قرآن کریم میں تو بہت سے مقامات پر کھڑے ہونے کا ذکر ہے۔ اللہ و رسول کی تعظیم کے لیے، ذکر و فکر کے لیے ۷۷۔ جب اللہ اور اس کے فرشتے درود وسلام پڑھنے والوں پر درود بھیج رہے ہیں تو پھر ہم سلام و قیام سے منہ پھیر کر کیوں اتنی بڑی دولت سے محروم ہو رہے ہیں؟ اللہ عطا فرما رہا ہے، اس کے فرشتے دے رہے ہیں مگر ہم نہیں لے رہے، حیف! ہم کیا کر رہے ہیں! قرآن کریم میں فرمایا، ”آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے“ ۸۷۔ بے شک ہر آن بلندیاں ان کے قدم چومتی رہیں گی، ان کا چرچا ہوتا رہے گا یہاں تک کہ آپ مقام محمود پر سرفراز کیا جائے گا ۹۷۔ جہاں سب آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔



مندرجہ بالا حقائق و شواہد کے باوجود اگر کوئی قیام کو نئی بات تصور کرتا ہے تو اس کے اطمینان قلب کے لیے قرآن و حدیث کافی ہے۔ قرآن حکیم میں رضائے الہی کے لیے نئی بات جاری کرنے والے اور اس پر قائم رہنے والے کے لیے اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی ہے ۸۰ اور حدیث شریف میں ایسی اچھی بات نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو دھڑے ثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے ۸۱۔ ہاں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنے والے کو ضرور ضلالت و گمراہی کی وعید سنائی گئی ہے ۸۲۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے اور اچھی بات کیا ہوگی، قرآن کریم میں اس کا بار بار حکم دیا گیا ہے ۹۳۔ اس میں ثواب ہی ثواب ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک انداز فکر تو وہ ہے جو اوجہل اور اؤلہب نے اختیار کیا تھا۔ وہ آپ کو صرف اپنے جیسا بشر جانتے اور مانتے تھے۔ مگر دوسرا انداز فکر وہ ہے جو حضرت صدیق اکبر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا۔ وہ آپ کو اللہ کا رسول جانتے اور مانتے تھے۔ ساری خرابیوں کی جڑ یہ تصور ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر ہیں۔ اور ساری اچھائیوں کی اصل یہ تصور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول و آخر اللہ کے رسول اور محبوب ہیں۔ اللہ نے آپ کو جہان کا ہادی و رہبر اور محبوب و مطلوب بنایا۔ محبت کی فطرت میں نکتہ چینی نہیں۔ وہ ہر اس ادا کو پسند کرتی ہے جس سے محبوب کی تعظیم و تکریم اور تعریف و توصیف ہو۔ سلام و قیام بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا والہانہ انداز ہے، محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ انداز اچھا لگنا چاہیے۔

گچی بات یہ ہے کہ سلام و قیام کا مقصود تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے جس کا ہمیں قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے۔ آیہ کریمہ ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی ط الا یہ نازل کر کے تعظیم و تکریم کا سلیقہ بتا دیا۔ درود و سلام کے لیے نہ کسی وقت کا تعین فرمایا، نہ کسی خاص ہیئت کا بلکہ فرشتوں کی طرف اشارہ کر کے صلوٰۃ و سلام کیلئے ہر ہیئت کو جائز قرار دے دیا۔ بعض فرشتے قیام کی حالت میں ہیں، بعض رکوع کی حالت میں، بعض سجدے کی حالت میں اور بعض قعود کی حالت میں۔ مقصود تعظیم رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، خواہ بیٹھ کر کی جائے یا کھڑے ہو کر، ہر حالت میں ثواب ہی ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے۔ "جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیئے ۸۵۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی اللہ ہی کی یاد ہے بلکہ یہ تو اللہ کی محبوب یاد ہے، محبوب ذکر ہے۔ غور فرمائیں نماز پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر ذکر کرنے کا حکم دیا، اس میں راز محبت پوشیدہ ہے جو محرم راز ہیں، جانتے ہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر پیش کریں، یہ سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ بھی اور سنت علماء و صلحاء بھی انہیں کی راہ پر چل کر ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

عطا اسلاف کا سوز دروں کرا!

شریک زمرہ لا یتخڑوا کرا آمین

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ / ۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء





- ۱۔ مصنف ابن عبد الرزاق وفتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹
- ۲۔ سورۃ الانشراح، آیت نمبر ۴
- ۳۔ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- ۴۔ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۱۵
- ۵۔ الکلام الاوضح، کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۲۱ بحوالہ مستدرک وطبری
- ۶۔ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- ۷۔ معارج النبوة، ج ۱، ص ۳۱۲، لاہور
- ۸۔ سورۃ الانشراح، آیت نمبر ۴
- ۹۔ سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۸۱
- ۱۰۔ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۳۶
- ۱۱۔ سورۃ الصف، آیت نمبر ۶
- ۱۲۔ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۰
- ۱۳۔ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- ۱۴۔ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
- ۱۵۔ سورۃ الصافات، آیت نمبر ۱۸
- ۱۶۔ سورۃ ق، آیت نمبر ۱۸
- ۱۷۔ سورۃ رعد، آیت نمبر ۱۱
- ۱۸۔ سورۃ الصافات، آیت نمبر ۱۸
- ۱۹۔ فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۴ بحوالہ بیہقی وحاکم وطبرانی
- ۲۰۔ معارج النبوة، ج ۲، ص ۴۴۰
- ۲۱۔ سورۃ نحل، آیت نمبر ۱۸
- ۲۲۔ سورۃ فصلت، آیت نمبر ۵۳
- ۲۳۔ روزنامہ ”البلاد“ (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
- ۲۴۔ سورۃ مجادلہ، آیت نمبر ۱۱
- ۲۵۔ سورۃ شعراء، آیت نمبر ۲۱۸
- ۲۶۔ سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۰۴
- ۲۷۔ سورۃ التور، آیت نمبر ۲۴
- ۲۸۔ اہل حدیث عالم مولوی نذیر حسین دہلوی (م۔ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) نے امام تقی الدین سبکی جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو ”امام جلیل مجتہد کبیر“ تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے، (قلمی و کلمی فتویٰ بحوالہ اقامۃ القیامہ، لاہور، ص ۳۳ و ۳۴)
- ۲۹۔ یحییٰ بن یوسف مصری (م۔ ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہ اور ادیب و شاعر تھے (عمر رضا کجالی: معجم المؤمنین، بیروت، ج ۱۳، ص ۳۳۶، ۳۳۷)
- ۳۰۔ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۰۸، مصر
- ۳۱۔ اخبار الاخبار، ص ۶۲۴، کراچی
- ۳۲۔ فیصلہ مفت مسئلہ (مع تعلیقات)، لاہور، ص ۱۱۱
- ۳۳۔ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۷۳
- ۳۴۔ سورۃ یونس، آیت نمبر ۶۲
- ۳۵۔ سید محمد جعفر برزنجی نے عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر میں قیام کو مستحب فرمایا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۷ء) نے تاریخ الحرمین میں علامہ برزنجی کی خوب خوب تعریف کی ہے (اقامۃ القیامہ)۔
- ۳۶۔ نقشبندی فاؤنڈیشن برائے تعلیمات اسلامی (امریکہ) کی طرف سے شکاگو میں ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۹۵ کو انٹرنیشنل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرنس منعقد کی گئی جس میں فضلاء اور محققین نے شرکت کی اور کھڑے ہو کر سلام پیش کیا گیا (پاکستان لنک (امریکہ) شمارہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰) اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔
- ۳۷۔ عاتق بن غیث البلادی: الادب الشیخی فی الحجاز، مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء



- ۳۶ سید محمد جعفر برزنجی نے عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر میں قیام کو مستحب فرمایا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م۔ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۳۷ء) نے تاریخ الحرمین میں علامہ برزنجی کی خوب خوب تعریف کی ہے (اقامۃ القیامۃ)۔
- ۳۷ نقشبندی فاؤنڈیشن برائے تعلیمات اسلامی (امریکہ) کی طرف سے شکاگو میں ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۹۵ کو انٹرنیشنل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرنس منعقد کی گئی جس میں فضلاء اور محققین نے شرکت کی اور کھڑے ہو کر سلام پیش کیا گیا (پاکستان لنک (امریکہ) شمارہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰) اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔
- ۳۸ عاتق بن غیث البلادی: الادب الشیخی فی الحجاز، مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء
- ۳۹ بخاری شریف، ص ۹۴۱-۹۱۹
- ۴۰ الانوار المحمدیہ من مواہب الحمد یہ، ص ۲۰۱
- ۴۱ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸، ترمذی، ج ۲، ص ۴۰۴
- ۴۲ ہاشم تنوی: بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۳۹ (قلمی)
- ۴۳ بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۵۰
- ۴۴ ایضاً، ورق ۲۵۰
- ۴۵ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۵۳۴، ج ۲، ص ۷۷۸، مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۰۵
- ۴۶ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸
- ۴۷ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۳۶۵، مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۶۶، سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۳۸۷
- ۴۸ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۹۲۶، سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸
- ۴۹ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۶۳۶، ج ۲، ص ۹۲۶
- ۵۰ بخاری شریف، ج ۱، ص ۷۵، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۱۰، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء



۵۸۰ بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۷۵، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء، مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۱۰، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۵۸۱ کنز العمال، ج ۱۵، ص ۵۹۲، بیروت ۱۹۷۹ء ۵۸۲ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۹

۵۸۳ غلام جیلانی میرٹھی: بشیر القاری بشرح صحیح البخاری، دہلی، ص ۲۱۸ ۵۸۴ ایضاً، ص ۲۱۹ ۵۸۵ ایضاً

۵۸۶ مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۵۶؛ مسلم، ج ۲، ص ۲۹؛ مشکوٰۃ، ص ۷۴

۵۸۷ ابنی داؤد، ج ۳، پارہ ۳۲، ص ۶۶۸؛ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸ ۵۸۹ احمد سریندی: مکتوبات، دفتر دوم

(ترجمہ اُردو) کراچی، مکتوب نمبر ۲۹۳، ص ۴۳۳ ۵۹۰ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۴؛

ابن داؤد، ج ۳، ص ۶۶۷، حدیث نمبر ۱۷۸۸، مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۶

۵۹۱ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۳؛ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۵

۵۹۲ قرآن حکیم، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸ ۵۹۳ قرآن حکیم، سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۴۳؛ سورۃ توبہ،

آیت نمبر ۱۱، سورۃ نحل، آیت نمبر ۴۷؛ سورۃ حج، آیت نمبر ۶۵، سورۃ نور، آیت نمبر ۲۰، سورۃ حدید،

آیت نمبر ۹، سورۃ حشر، آیت نمبر ۱۰ ۵۹۴ قرآن حکیم، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸

۵۹۵ قرآن حکیم، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۱۲، سورۃ فتح، آیت نمبر ۹، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷

۵۹۶ جذب القلوب الی ديار المحبوب، حکمت ۱۲۶۳ھ، ص ۲۳۳ ۵۹۷ سورۃ انفال، آیت نمبر ۲۴

۵۹۸ بخاری شریف، جلد ۱، ص ۱۰۱، لاہور ۵۹۹ سورۃ حجرات، آیت نمبر ۱۲

۶۰۰ قاسم نانوتوی، آب حیات، دہلی، ص ۷۳ ۶۰۱ المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۲۱-۲۲، بغداد

۶۰۲ سورۃ نساء، آیت نمبر ۴۱، سورۃ نحل، آیت نمبر ۸۹؛ سورۃ فتح، آیت نمبر ۸ ۶۰۳ بخاری شریف، ج ۲،

ص ۷۵، دہلی؛ مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶، کراچی ۶۰۴ المعجم الکبیر، ج ۱۱، ص ۷۷؛ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۴۱، دہلی

۶۰۵ سورۃ احزاب، آیت نمبر ۴۴ ۶۰۶ محمد علی الصابونی، روائع البیان، ج ۲، ص ۳۳۷

۶۰۷ سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۰۳؛ سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۱؛ سورۃ الفرقان، آیت نمبر ۶۴ ۶۰۸ سورۃ الضحیٰ، آیت ۲

۶۰۹ سورۃ الاسراء، آیت نمبر ۷۹ ۶۱۰ سورۃ حدید، آیت نمبر ۲ ۶۱۱ مسلم شریف، دہلی، ج ۲، ص ۳۲۷؛

مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۳۳ ۶۱۲ بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۸۰؛ مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۶۹،

۶۱۳ سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۱۲؛ سورۃ فتح، آیت نمبر ۹؛ سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷

۶۱۴ ایضاً، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۱۲ ۶۱۵ سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۰۳